

﴿وَمَا أَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيبَةٍ فَمِمَّا كَسَبْتُمْ أَيْدِيكُمْ وَيَعْفُو عَنْ كَثِيرٍ﴾

”اور جو بھی تمہیں کوئی مصیبت پہنچی تو وہ اس کی وجہ سے ہے جو تمہارے ہاتھوں نے کمایا اور وہ بہت سی چیزوں سے درگزر کرتا ہے۔“

- اللہ تعالیٰ نے دنیا کو آدمی کے لیے کھیت بنایا ہے، وہ اس میں جو بوئے گا وہی کائے گا اور جس چیز کا ارادہ کرے گا وہی ملے گی۔
  - آخرت کی کھیتی کا ارادہ رکھنے والے کے متعلق یہ نہیں فرمایا کہ اسے دنیا میں کچھ نہیں ملے گا۔ دنیا تو نیک ہو یا بد ہر ایک کو تھوڑی یا زیادہ ملنی ہی ملنی ہے، آخرت کے متعلق بشارت دی کہ ہم اس کے لیے اس کی کھیتی میں اضافہ کریں گے، کیونکہ اس کی نیت اور کوشش اسی کی ہے۔
- اضافہ یہ ہے کہ دنیا میں اسے مزید نیکیوں کی توفیق دیں گے اور آخرت میں ایک نیکی کو دس گنا سے ہزاروں لاکھوں تک بلکہ شمار سے بھی زیادہ بڑھائیں گے اور دائمی نعمتیں عطا کریں گے۔

(سورة شوری، آیت 36-37)

﴿فَمَا أُوتِيتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَمَتَّاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَمَا عِنْدَ اللَّهِ خَيْرٌ وَأَبْقَى لِلَّذِينَ آمَنُوا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ. وَالَّذِينَ يَجْتَنِبُونَ

كِبَائِرَ الْإِثْمِ وَالْفَوَاحِشِ إِذَا مَا غَضِبُوا هُمْ يَغْفِرُونَ﴾

”پس تمہیں جو بھی چیز دی گئی ہے وہ دنیا کی زندگی کا معمولی سامان ہے اور جو اللہ کے پاس ہے وہ بہتر اور زیادہ باقی رہنے والا ہے، ان لوگوں کے

لیے جو ایمان لائے اور صرف اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں۔ اور وہ لوگ جو بڑے گناہوں سے اور بے حیائیوں سے بچتے ہیں اور جب بھی غصے

ہوتے ہیں وہ معاف کر دیتے ہیں۔“



(سورۃ شوریٰ، آیت 40)

﴿وَجَزَاءٌ سَيِّئَةٍ سَيِّئَةً مِّثْلُهَا ۖ فَمَنْ عَفَا وَأَصْلَحَ فَأَجْرُهُ عَلَى اللَّهِ ۚ إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الظَّالِمِينَ﴾

”اور کسی برائی کا بدلہ اس کی مثل ایک برائی ہے، پھر جو معاف کر دے اور اصلاح کر لے تو اس کا اجر اللہ کے ذمے ہے۔ بے شک وہ

ظالموں سے محبت نہیں کرتا۔“

- انتقام میں حد سے تجاوز نہ ہو۔
- انتقام زیادتی کے عین برابر ہو، اس سے زیادہ نہ ہو۔
- انتقام لیتے ہوئے اس زیادتی سے ذرہ برابر اضافہ نہ ہونے دینا جو کی گئی ہے محال نہیں تو بہت مشکل ضرور ہے، اس لیے آخر میں پھر عفو و اصلاح کی طرف توجہ دلاتے ہوئے اس کا اجر اپنے ذمے لیا۔
- حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے یہاں فضیل بن عیاض رحمہ اللہ کا بہت عمدہ کلام نقل فرمایا ہے، جس میں انھوں نے دو آیات کے حوالے سے اور طبعی و عقلی حوالے سے عفو کی فضیلت بیان کی ہے۔ انھوں نے فرمایا: ”جب کوئی شخص تمہارے پاس کسی شخص کی شکایت لے کر آئے تو اسے کہو، میرے بھائی! اسے معاف کر دو، کیونکہ عفو تقویٰ کے زیادہ قریب ہے، جیسا کہ فرمایا: ﴿وَأَنْ تَعْفُوا أَقْرَبُ لِلتَّقْوَىٰ﴾ [البقرة: ۲۳۷] اور یہ (بات) کہ تم معاف کر دو تقویٰ کے زیادہ قریب ہے۔“ اگر وہ کہے میرا دل معاف کرنے کو برداشت نہیں کرتا، میں تو انتقام لوں گا، جیسے مجھے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے تو اسے کہو، اگر تم اچھے طریقے سے انتقام لے سکتے ہو تو ٹھیک ہے ورنہ عفو کی طرف پلٹ آؤ، یہ بہت وسعت والا دروازہ ہے، کیونکہ جو معاف کر دے اور اصلاح کر لے اس کا اجر اللہ کے ذمے ہے، فرمایا: ﴿فَمَنْ عَفَا وَأَصْلَحَ فَأَجْرُهُ عَلَى اللَّهِ﴾ [الشوریٰ: ۴۰] ”پھر جو معاف کر دے اور اصلاح کر لے تو اس کا اجر اللہ کے ذمے ہے۔“ اور معاف کر دینے والا رات سکون سے بستر پر سو جاتا ہے، جبکہ انتقام لینے والا مختلف معاملات کی وجہ سے پہلو بدلتا رہتا ہے۔ [ابن ابی حاتم: ۳۲۸۰/۱۰، ح: ۱۸۴۸۸، قال المحقق سندہ صحیح]

(سورة شوری، آیت 53)

﴿وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُكَلِّمَهُ اللَّهُ إِلَّا وَحْيًا أَوْ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ أَوْ يُرْسِلَ رَسُولًا فَيُوحِيَ بِإِذْنِهِ مَا يَشَاءُ إِنَّهُ عَلَىٰ حَكِيمٍ مُّبِينٍ﴾

”اور کسی بشر کے لیے ممکن نہیں کہ اللہ اس سے کلام کرے مگر وحی کے ذریعے، یا پردے کے پیچھے سے، یا یہ کہ وہ کوئی رسول بھیجے، پھر اپنے حکم کے ساتھ وحی کرے جو چاہے، بے شک وہ بے حد بلند، کمال حکمت والا ہے۔“

- کفار چاہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ ہم سے کلام کرے۔

(سورة زخرف، آیت 3)

﴿إِنَّا جَعَلْنَا هَٰذَا قُرْآنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ﴾

” بے شک ہم نے اسے عربی قرآن بنایا، تاکہ تم سمجھو۔“

- جو دنیا کی فصیح ترین زبان ہے، دوسرے، اس کے اولین مخاطب بھی عرب تھے، انہی کی زبان میں قرآن اتارا تاکہ وہ سمجھنا چاہیں تو آسانی سے سمجھ سکیں۔

(سورة زخرف، آیت 15)

﴿وَجَعَلُوا آلَهُ مِنْ عِبَادِهِ جُزْءًا ۚ إِنَّ الْإِنْسَانَ لَكَفُورٌ مُّبِينٌ﴾

” اور انھوں نے اس کے لیے اس کے بعض بندوں کو جز بنا ڈالا، بے شک انسان یقیناً صریح ناشکر ہے۔“

- ظلم دیکھو کہ عباد (غلاموں) کو اولاد قرار دے رہے ہیں، جب کہ اولاد غلام ہو ہی نہیں سکتی، کیونکہ وہ تو باپ کا جزو ہوتی ہے۔ جب کوئی اللہ کا جزو ثابت ہو گیا تو اللہ تعالیٰ کا اس کا محتاج ہونا بھی ثابت ہو گیا۔

(سورة زخرف، آیت 31)

﴿وَقَالُوا لَوْلَا نُزِّلَ هَذَا الْقُرْآنُ عَلَىٰ رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيمٍ﴾

”اور انھوں نے کہا یہ قرآن ان دو بستیوں میں سے کسی بڑے آدمی پر کیوں نازل نہ کیا گیا؟“

دو بستیوں سے مراد مکہ اور طائف ہیں، کیونکہ ان کی مرکزی بستیاں یہ دو ہی تھیں۔ ”عَظِيمٍ“ سے مراد دنیاوی مال و دولت اور جاہ و مرتبہ کے لحاظ سے عظیم ہے۔ مفسرین مکہ کے ان عظیم آدمیوں میں سے ولید بن مغیرہ یا عتبہ بن ربیعہ کا اور طائف کے عظماء میں سے عروہ بن مسعود، حبیب بن عمرو یا کنانہ بن عبد یلیل یا اس قبیل کے دوسرے لوگوں کا ذکر کرتے ہیں۔ کفار کے خیال میں مال کی کثرت اور قوم کے سردار ہونے کی وجہ سے یہ لوگ نبوت کے حق دار تھے۔

(سورة زخرف، آیت 36)

﴿وَمَن يَعِشْ عَنِ ذِكْرِ الرَّحْمَنِ نَقِيضٌ لَّهُ شَيْطَانًا فَهُوَ لَهُ قَرِينٌ﴾

”اور جو شخص رحمن کی نصیحت سے اندھا بن جائے ہم اس کے لیے ایک شیطان مقرر کر دیتے ہیں، پھر وہ اس کے ساتھ رہنے والا ہوتا ہے۔“

جو شخص خود پہ کنٹرول کر کے دنیا کے فتنوں سے بچے اور اللہ کے ذکر پر دوام کرے تو شیطان اس سے دور ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ فرشتہ مقرر کر دیتے ہیں جو اس کی مدد کرتا ہے۔

جو کوئی اس رحمت سے روگردانی کرتے ہوئے رحمن کے ذکر کو ٹھکرا دے، وہ، خائب و خاسر ہوتا ہے، اس کے بعد وہ ہمیشہ کے لئے سعادت سے محروم ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس پر ایک سرکش شیطان مسلط کر دیتا ہے جو اس کے ساتھ رہتا ہے، وہ اس کے ساتھ جھوٹے وعدے کرتا ہے، اسے امیدیں دلاتا ہے اور اسے گناہوں پر ابھارتا ہے۔

(سورة زخرف، آیت 67)

﴿الْأَخِلَّاءُ يَوْمَئِذٍ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ إِلَّا الْمُتَّقِينَ﴾

”سب دلی دوست اس دن ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے مگر متقی لوگ۔“

مشرکین نے دنیا میں ایک دوسرے کی دوستی ہی کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دشمنی میں ایکا کیا ہوا تھا اور باہمی گٹھ جوڑ ہی کی وجہ سے شرک پر جمے ہوئے تھے۔ یہی دوستی قیامت کے دن دشمنی میں بدل جائے گی اور ہر شخص دوسرے کو اپنی بربادی کا باعث قرار دے گا اور کہے گا: ﴿يَوْمَئِذٍ لِّيَتَنَبَّأَ لِمَ اتَّخَذْتُ لَكَ خَلِيلًا﴾ [الفرقان: ۲۸] ”ہائے میری بربادی! کاش کہ میں فلاں کو دلی دوست نہ بناتا۔“

(سورة زخرف، آیت 69-70)

﴿الَّذِينَ آمَنُوا بِآيَاتِنَا وَكَانُوا مُسْلِمِينَ. ادْخُلُوا الْجَنَّةَ أَنْتُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ تُحْبَرُونَ﴾

”وہ لوگ جو ہماری آیات پر ایمان لائے اور وہ فرماں بردار تھے۔ جنت میں داخل ہو جاؤ تم اور تمہاری بیویاں، تم خوش کیے جاؤ گے۔“

مشرکین نے دنیا میں ایک دوسرے کی دوستی ہی کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دشمنی میں ایکا کیا ہوا تھا اور باہمی گٹھ جوڑ ہی کی وجہ سے شرک پر جمے ہوئے تھے۔ یہی دوستی قیامت کے دن دشمنی میں بدل جائے گی اور ہر شخص دوسرے کو اپنی بربادی کا باعث قرار دے گا اور کہے گا: ﴿يَوْمَئِذٍ لِّيَتَنَبَّأَ لِمَ اتَّخَذْتُ لَكَ خَلِيلًا﴾ [الفرقان: ۲۸] ”ہائے میری بربادی! کاش کہ میں فلاں کو دلی دوست نہ بناتا۔“

(سورة الدخان، آیت 3-4)

﴿إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ مُبَارَكَةٍ إِنَّا كُنَّا مُنْذِرِينَ. فِيهَا يُفْرَقُ كُلُّ أَمْرٍ حَكِيمٍ﴾

”بے شک ہم نے اسے ایک بہت برکت والی رات میں اتارا، بے شک ہم ڈرانے والے تھے۔ اسی میں ہر محکم کام کا فیصلہ کیا جاتا ہے۔“

مبارک رات سے مراد لیلۃ القدر ہے۔ وہ ایسی رات ہے جس میں اللہ تعالیٰ آئندہ سال سے متعلق افراد و اقوام کی قسمتوں کے تمام فیصلے فرشتوں کے حوالے کر دیتے ہیں، مثلاً زندگی، موت، بیماری، رزق، عروج و زوال اور ہدایت و گمراہی وغیرہ، پھر وہ ان پر عمل درآمد کرتے رہتے ہیں۔

(سورة الدخان، آیت 10-11)

﴿فَإِذَا تَقِيبَ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُحَانٍ مُّبِينٍ. يَغْشَى النَّاسَ هَذَا عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾

”سو انتظار کر جس دن آسمان ظاہر دھواں لائے گا۔ جو لوگوں کو ڈھانپ لے گا۔ یہ دردناک عذاب ہے۔“

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نہایت جزم کے ساتھ اسے اس قحط کے نتیجے میں پھیلنے والا دھواں قرار دیتے ہیں جو ہجرت کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بددعا سے مکہ میں واقع ہوا۔ چنانچہ وہ فرماتے ہیں:

اس کی وجہ یہ تھی کہ قریش نے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف سخت سرکشی کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر قحط مالیوں کی بددعا کی، جیسے یوسف علیہ السلام کے قحط کے سال تھے۔ تو انھیں قحط اور بھوک نے آلیا، حتیٰ کہ وہ ہڈیاں کھا گئے۔ آدمی آسمان کی طرف دیکھنے لگتا تو بھوک کی وجہ سے اسے اپنے اور آسمان کے درمیان دھواں سا نظر آتا، تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری: ﴿فَإِذَا تَقِيبَ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُحَانٍ مُّبِينٍ﴾ (۱۰) یَغْشَى النَّاسَ هَذَا عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿



(سورة الدخان، آیت 40-42)

إِنَّ يَوْمَ الْفَصْلِ مِيقَاتُهُمْ أَجْمَعِينَ. يَوْمَ لَا يُغْنِي مَوْلًى عَنْ مَوْلَى شَيْئًا وَلَا هُمْ يُنصَرُونَ. إِلَّا مَنْ رَحِمَ اللَّهُ إِنَّهُ هُوَ الْعَزِيزُ

الرَّحِيمُ

”یقیناً فیصلے کا دن ان سب کا مقرر وقت ہے۔ جس دن کوئی دوست کسی دوست کے کچھ کام نہ آئے گا اور نہ ان کی مدد کی جائے گی۔ مگر

جس پر اللہ نے رحم کیا، بے شک وہی سب پر غالب، نہایت رحم والا ہے۔“

کفار مطالبہ کیا کرتے تھے کہ ”ہمارے باپ دادا کو لے آؤ اگر تم سچے ہو۔“ یہ ان کے مطالبے کا جواب ہے کہ موت کے بعد زندگی کوئی کھیل نہیں کہ جب کوئی اس کا مطالبہ کرے اسے کوئی مردہ زندہ کر کے دکھا دیا جائے۔ اس کے لیے اللہ تعالیٰ نے ایک وقت مقرر فرما رکھا ہے جس میں وہ سب کو جمع کر کے ان کے درمیان فیصلہ فرمائے گا۔

(سورة الدخان، آیت 51-56)

﴿إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي مَقَامٍ أَمِينٍ ﴿٥١﴾ فِي جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ ﴿٥٢﴾ يَلْبَسُونَ مِنْ سُنْدُسٍ وَإِسْتَبْرَقٍ مُتَقَابِلِينَ ﴿٥٣﴾ كَذَلِكَ  
وَزَوْجَتُهُمْ يَحُورِينَ ﴿٥٤﴾ يُدْعُونَ فِيهَا بِكُلِّ فَاكِهَةٍ آمِنِينَ ﴿٥٥﴾ لَا يَذُقُونَ فِيهَا الْمَوْتَ إِلَّا الْمَوْتَةَ الْأُولَىٰ وَوَقَاهُمْ عَذَابَ

الْجَحِيمِ ﴿٥٦﴾﴾

”متقی لوگ امن کی جگہ میں ہوں گے (51) باغوں اور چشموں میں (52) باریک ریشم اور موٹے ریشم کے لباس پہنے، آمنے سامنے بیٹھے ہوں گے (53) اسی طرح ہو گا اور گورے رنگ کی بڑی بڑی آنکھوں والی عورتیں ان سے بیاہ دیں گے۔ (54) وہاں وہ اطمینان سے ہر طرح کی لذیذ چیزیں طلب کریں گے (55) وہاں موت کا مزہ وہ کبھی نہ چکھیں گے، بس دنیا میں جو موت آچکی سو آچکی اور اللہ اپنے فضل سے۔ ان کو جہنم کے عذاب سے بچا دے گا یہی بڑی کامیابی ہے۔“

(سورة الجاثية، آیت 3)

﴿إِنَّ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ لَآيَاتٍ لِّلْمُؤْمِنِينَ﴾

”بلاشبہ آسمانوں اور زمین میں ایمان والوں کے لیے یقیناً بہت سی نشانیاں ہیں“

(سورة الجاثية، آیت 6)

﴿تِلْكَ آيَاتُ اللَّهِ تَتْلُوهَا عَلَيْكَ الْحَقُّ قُبَّ أَيِّ حَدِيثٍ بَعْدَ اللَّهِ وَآيَاتِهِ يُؤْمِنُونَ﴾

”یہ اللہ کی آیات ہیں جنہیں ہم آپ کو ٹھیک ٹھیک پڑھ کر سنارہے ہیں۔ پھر اللہ اور اس کی آیات کے بعد آخر وہ کون سی بات ہے جس پر یہ لوگ ایمان لائیں گے۔“

(سورة الجاثية، آیت 15)

﴿مَنْ عَمِلْ صَالِحًا فَلِنَفْسِهِ وَمَنْ أَسَاءَ فَعَلَيْهَا ثُمَّ إِلَىٰ رَبِّكُمْ تُرْجَعُونَ﴾

”جس نے کوئی اچھا عمل کیا وہ اسی کے لئے ہے اور اگر برا کرے گا تو وہی اس کا خمیازہ بھگتے گا پھر تم سب اپنے پروردگار کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔“

اگر کفار و مشرکین اپنی تکذیب پر جے رہے تو تم پر پروردگار سوا کن سخت عذاب نازل نہیں ہو گا جو ان پر نازل ہو گا۔

(سورة الجاثية، آیت 21)

﴿أَمْ حَسِبَ الَّذِينَ اجْتَرَحُوا السَّيِّئَاتِ أَنْ نَجْعَلَهُمْ كَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَوَاءً فَأَنَّهُمْ سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ﴾

”جو لوگ بد اعمالیاں کر رہے ہیں کیا وہ یہ سمجھ بیٹھے ہیں کہ ہم انہیں اور ایمان لانے والوں اور نیک عمل کرنے والوں کو ایک جیسا کر دیں گے کہ ان کا جینا اور مرنا یکساں ہو گا یہ کیسا برا فیصلہ کر رہے ہیں۔“

کیا کثرت سے گناہوں کا ارتکاب کرنے والے گناہ گار لوگوں اور اپنے رب کے حقوق میں کوتاہی کرنے والے سمجھتے ہیں ”کہ ہم ان کو ان جیسا کر دیں گے جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے۔“ یعنی انہوں نے اپنے رب کے حقوق قائم کئے، اسے ناراض کرنے سے اجتناب کیا اور ہمیشہ اس کی رضا کو اپنی خواہشات نفس پر ترجیح دیتے ہیں، یعنی کیا وہ سمجھتے ہیں کہ ﴿سَوَاءً﴾ وہ دنیا و آخرت میں مساوی ہوں گے؟

(سورة الجاثية، آیت 24)

﴿وَقَالُوا مَا هِيَ إِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوتُ وَنَحْيَا وَمَا يُهْلِكُنَا إِلَّا الدَّهْرُ وَمَا لَهُم بِذَلِكَ مِنْ عِلْمٍ إِنْ هُمْ إِلَّا يَظُنُّونَ﴾

”اور انہوں نے کہا ہماری اس دنیا کی زندگی کے سوا کوئی (زندگی) نہیں، ہم (میں) جیتے اور مرتے ہیں اور ہمیں زمانے کے سوا کوئی ہلاک نہیں کرتا، حالانکہ انہیں اس کے بارے میں کچھ علم نہیں، وہ محض گمان کر رہے ہیں۔“

مشرک اپنی ہلاکت اور فنا کا باعث زمانے کو قرار دے رہے ہیں، حالانکہ بے چارہ زمانہ تو اللہ تعالیٰ کے حکم کا پابند ہے، اسی لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زمانے کو برا بھلا کہنے سے منع فرمایا۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ يُؤْذِنِي ابْنُ آدَمَ. يَسُبُّ الدَّهْرَ وَأَنَا الدَّهْرُ، بِيَدِي الْأَمْرُ، أَقْلِبُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ)) [بخاری، التفسیر، سورة الجاثية: ۴۸۲۶] ”اللہ عزوجل نے فرمایا، ابن آدم مجھے ایذا دیتا ہے، وہ زمانے کو برا بھلا کہتا ہے، حالانکہ زمانہ تو میں ہوں، تمام معاملہ میرے ہاتھ میں ہے، دن رات کو الٹ پلٹ میں کرتا ہوں۔“

(سورة الجاثية، آیت 28)

﴿وَتَرَىٰ كُلَّ أُمَّةٍ جَاثِيَةً كُلُّ أُمَّةٍ تُدْعَىٰ إِلَىٰ كِتَابِهَا الْيَوْمَ تُجْزَوْنَ مَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ﴾

”اور تو ہر امت کو گھٹنوں کے بل گری ہوئی دیکھے گا، ہر امت اپنے اعمال نامہ کی طرف بلائی جائے گی، آج تمہیں اس کا بدلہ دیا جائے گا جو تم کیا کرتے تھے۔“

(سورة الجاثية، آیت 34)

﴿وَقِيلَ الْيَوْمَ نَنْسَاكُمْ كَمَا نَسِيتُمْ لِقَاءَ يَوْمِكُمْ هَٰذَا وَمَأْوَاكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُم مِّن تَاخِرِينَ﴾

”اور کہہ دیا جائے گا کہ آج ہم تمہیں بھلا دیں گے جیسے تم نے اپنے اس دن کے ملنے کو بھلا دیا اور تمہارا ٹھکانا آگ ہے اور تمہارے کوئی مدد کرنے والے نہیں۔“

(سورة أحقاف، آیت 3)

﴿قُلْ أَرَأَيْتُمْ مَا تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ أَرُونِي مَاذَا خَلَقُوا مِنَ الْأَرْضِ أَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِي السَّمَاوَاتِ ۚ إِنَّنِي بِكِتَابٍ مِّنْ قَبْلِ هَذَا

أَوْ أَثَارَةٍ مِّنْ عِلْمٍ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ۝﴾

”کہہ دے کیا تم نے دیکھا جن چیزوں کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو، مجھے دکھاؤ انھوں نے زمین میں سے کون سی چیز پیدا کی ہے، یا

آسمانوں میں ان کا کوئی حصہ ہے؟ لاؤ میرے پاس اس سے پہلے کی کوئی کتاب، یا علم کی کوئی نقل شدہ بات، اگر تم سچے ہو۔“

(سورة أحقاف، آیت 9)

﴿قُلْ مَا كُنْتُ بِدَعَاةِ الرُّسُلِ وَمَا أَدْرِي مَا يُفْعَلُ بِي وَلَا بِكُمْ ۖ إِنَّا نَتَّبِعُ إِلَّا مَا يُوحَىٰ إِلَيْنَا ۖ وَمَا أَنَا إِلَّا نَذِيرٌ مُّبِينٌ﴾

”آپ ان سے کہہ دیجیے کہ میں کوئی نیا رسول نہیں ہوں اور میں نہیں جانتا کہ میرے ساتھ کیا ہونا ہے اور تمہارے ساتھ کیا میں تو صرف اس وحی کی پیروی کرتا ہوں جو میرے پاس بھیج جاتی ہے اور میں تو صرف ایک صاف صاف ڈرانے والا ہوں۔“

(سورة أحقاف، آیت 15)

﴿وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ إِحْسَانًا حَمَلَتْهُ أُمُّهُ كُرْهًا وَوَضَعَتْهُ كُرْهًا وَحَمَلُهُ وَفِصَالُهُ ثَلَاثُونَ شَهْرًا﴾

”ہم نے انسان کو تاکید کی ہے کہ وہ اپنے ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرے۔ اس کی ماں نے اسے تکلیف کے ساتھ پیٹ میں رکھا

اور تکلیف کے ساتھ جنا اور حمل اور دودھ چھڑانے کی مدت کم از کم تیس مہینوں کی ہے۔“



(سورة أحقاف، آیت 29)

﴿وَإِذْ صَرَفْنَا إِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ يَسْتَمِعُونَ الْقُرْآنَ فَلَمَّا حَضَرُوا فَأَنصِتُوا فَلَمَّا قُضِيَ وَلَّوْا إِلَىٰ قَوْمِهِمْ مُّنْذِرِينَ﴾

” اور (یہ واقعہ بھی ذکر کیجئے) جب ہم نے جنوں کی ایک جماعت کو آپ کی جانب متوجہ کر دیا تاکہ وہ قرآن سنیں، سو جب وہ اس جگہ

آپہنچے تو آپس میں کہنے لگے خاموش ہو جاؤ پھر جب قرآن کی تلاوت ہو چکی تو وہ منذر بن کر اپنی قوم کے پاس واپس آ گئے۔“

(سورة أحقاف، آیت 31)

﴿يَا قَوْمَنَا أَجِيبُوا دَعَاءَ اللَّهِ وَآمِنُوا بِهِ يَغْفِرَ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوبِكُمْ وَيُجِرْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ﴾

” اے ہماری قوم! اللہ کی طرف بلائے والے کی دعوت قبول کرو اور اس پر ایمان لے آؤ، وہ تمہیں تمہارے گناہ معاف کر دے گا

اور تمہیں دردناک عذاب سے پناہ دے گا۔“

(سورة أحقاف، آیت 35)

﴿فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ أُولُو الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ وَلَا تَسْتَعْجِلْ لَهُمْ كَأَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَ مَا يُوعَدُونَ لَمْ يَلْبَثُوا إِلَّا سَاعَةً مِّنْ نَّهَارٍ

بَلَاغٌ فَهَلْ يُهْلَكُ إِلَّا الْقَوْمُ الْفَاسِقُونَ﴾

”پس صبر کر جس طرح پختہ ارادے والے رسولوں نے صبر کیا اور ان کے لیے جلدی کا مطالبہ نہ کر، جس دن وہ اس چیز کو دیکھیں گے

جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے تو گویا وہ دن کی ایک گھڑی کے سوا نہیں رہے۔ یہ پہنچا دینا ہے، پھر کیا نافرمان لوگوں کے سوا کوئی اور

ہلاک کیا جائے گا؟۔“

(سورة محمد، آیت 2)

﴿وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَآمَنُوا بِمَا نُزِّلَ عَلَى مُحَمَّدٍ وَهُوَ الْحَقُّ مِنْ رَبِّهِمْ﴾ كَفَّرَ عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَأَصْلَحَ بَالَهُمْ ﴿

” اور جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے نیک اعمال کیے اور اس پر ایمان لائے جو محمد پر نازل کیا گیا اور وہی ان کے رب کی طرف سے

حق ہے، اس نے ان سے ان کی برائیاں دور کر دیں اور ان کا حال درست کر دیا۔“

(سورة محمد، آیت 12)

﴿إِنَّ اللَّهَ يُدْخِلُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ وَالَّذِينَ كَفَرُوا يَتَمَتَّعُونَ وَيَأْكُلُونَ كَمَا تَأْكُلُ  
الْأَنْعَامُ وَالنَّارُ مَثْوًى لَهُمْ﴾

”یقیناً اللہ ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور جنہوں نے نیک اعمال کیے ان جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے سے نہریں بہتی ہیں  
اور وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا فائدہ اٹھاتے اور کھاتے ہیں، جس طرح چوپائے کھاتے ہیں اور آگ ان کے لیے رہنے کی جگہ ہے۔“

(سورة محمد، آیت 24)

﴿أَفَلَا يَتَذَكَّرُونَ الْقُرْآنَ أَمْرًا عَلَى قُلُوبٍ أَقْفَالُهَا﴾

”تو کیا وہ قرآن میں غور نہیں کرتے، یا کچھ دلوں پر ان کے قفل پڑے ہوئے ہیں؟“

(سورة محمد، آیت 31)

﴿وَلْتَبْلُوَنَّكُمْ حَتَّىٰ نَعْلَمَ الْمُجَاهِدِينَ مِنكُمْ وَالصَّابِرِينَ وَتَبْلُواْ أَخْبَارَكُمْ﴾

” اور ہم ضرور ہی تمہیں آزمائیں گے، یہاں تک کہ تم میں سے جہاد کرنے والوں کو اور صبر کرنے والوں کو جان لیں اور تمہارے

حالات جانچ لیں۔“

(سورة محمد، آیت 31)

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَلَا تُبْطِلُوا أَعْمَالَكُمْ﴾

”اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کا حکم مانو اور اس رسول کا حکم مانو اور اپنے اعمال باطل مت کرو۔“



(سورة محمد، آیت 35)

﴿فَلَا تَهِنُوا وَتَدْعُوا إِلَى السَّلَامِ وَأَنْتُمْ الْأَعْلَوْنَ وَاللَّهُ مَعَكُمْ وَلَنْ يَتْرَكَكُمْ أَعْمَالَكُمْ﴾

”پس نہ کمزور بنو اور نہ صلح کی طرف بلاؤ اور تم ہی سب سے اونچے ہو اور اللہ تمہارے ساتھ ہے اور وہ ہر گز تم سے تمہارے اعمال کم

نہ کرے گا۔“

(سورة محمد، آیت 36)

﴿إِنَّمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا لَعِبٌّ وَلَهُوَ ۖ إِن تُؤْمِنُوا وَتَتَّقُوا يُؤْتِكُمْ أَجْرَكُمْ وَلَا يَسْأَلْكُمْ أَمْوَالَكُمْ﴾

” دنیا کی زندگی تو ایک کھیل اور دل لگی کے سوا کچھ نہیں اور اگر تم ایمان لاؤ اور بچے رہو، تو وہ تمہیں تمہارے اجر دے گا اور تم سے تمہارے اموال نہیں مانگے گا۔“